نئی قسم کی غلامی، بردہ فروشی، سستی محنت

انسانی اسمگلنگ سات ارب ڈالر کا کاروبار

پندرہ کروڑ لوگ دوسرے ملکوں میں

برطانیہ کے کیمپ میں پچاس ہزار بچے اور عورتیں ہیں

کوئی مرد یا عورت جو میلان کی کسی گلی میں ہرمس کے سکارف اور رولیکس کی گھڑیاں سستے داموں فروخت کر رہی ہوگی خود بھی غیر قانونی تارک وطن ہو سکتی ہے جو جعلی کاغذوں یا خفیہ راستوں سے بھاری رقم ادا کر کے اور اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال کر کئی براعظموں کو پار کر کے روزگار کمانے کے لیے وہاں پہنچی ہو۔ نئے قسم کی غلامی، بردہ فروشی اور سستی محنت فراہم کرنے کا یہ کاروبار منشیات فروشی اور اسلحہ کے کاروبار اور مقبول عام ٹریڈ مارکوں کی نقلی اشیاء کی فروخت کرنے جتنی اہمیت رکھتا ہے اور عالمی سرمایہ داری نظام کا ایک تحفہ ہے اور بقول شاعر

یہاں ہر چیز بکتی ہے خریدارو بتاؤ کیا خریدو گے

ادارہ اقوام متحدہ کے مطابق انسانی سمگلنگ کا کاروبار سالانہ سات ارب ڈالر سے زیادہ کا ہے اور بہت تیزی سے ترقی پذیر ہے۔ ایک اندازے کے مطابق صرف امریکہ میں سالانہ پانچ لاکھ لوگ غیر قانونی طریقے سے داخل ہوتے ہیں۔ یورپی یونین کے ملکوں میں بھی اتنے ہی لوگوں کی ناجائز درآمد کا اندازہ ہے۔ تقریباً پندرہ کروڑ لوگ ہیں جو اپنے ملکوں سے باہر کے ملکوں میں روزگار کمانے پر مجبور ہیں جن میں سے بہت سے اس مقصد کے لیے ۳۵ ہزار ڈالر تک خرچ کرتے ہیں، سب سے زیادہ خرچہ کرنے والے چینی ہیں جو امریکہ میں بہتر روزگار کے لیے آتے ہیں۔ بے شمار لوگ سمگل کرنے والے اداروں کے ہاتھوں فروخت بھی کیے جاتے ہیں۔ اس نظام کی ہوس زر نے انھیں ایک جنس بنا دیا ہے۔ یو ایس کانگریس کی ریسرچ سروس کا اندازہ ہے کہ ہر سال دس لاکھ

سے بیس لاکھ لوگ ناجائز اور غیر قانونی طریقے سے سرحدیں پار کرتے ہیں جن میں اکثریت عورتوں اور بچوں کی ہوتی ہے۔

تیمیسورا (رومانیہ) کی ایک عورت پچاس ڈالر میں خرید کر دو سو ڈالر میں فروخت کی جاتی ہے اور مغربی یورپ کے بردہ فروشوں کو دس گناہ منافع ہوتا ہے، کیسا نفع بخش کاروبار ہے؟ یونیسف نے اندازہ لگایا ہے کہ وسطی اور مغربی افریقہ کے ملکوں سے سالانہ دو لاکھ بچے خرید کر غلام بنائے جاتے ہیں جوان عورتوں کو ملازمتوں کا اور بچوں کو بہتر والدین کی تحویل میں دینے کا لالچ دیا جاتا ہے، بہتر زندگی کے خواب دکھائے جاتے ہیں اور بہتر زندگی کے خوابوں کی کمائی میں اس نظام کی سب سے بڑی کمائی ہے جو عالمی سطح پر ڈراؤنے خوابوں میں تبدیل ہو رہی ہے اور خود اس نظام کی جڑیں کھوکھلی کر رہی ہے۔

ان غلام لڑکیوں اور لڑکوں کو واپس ان کے ملکوں میں بھیج دینے یا گرفتار کرا دینے یا جسمانی ایذا پہنچانے کے خطرات سے دوچار کرنے یا قرضوں میں جکڑ کر ان کے پاسپورٹ چھین کر انھیں انتہائی کریہہ جرائم کا نشانہ بننے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ انتہائی سخت قوانین اور زبردست انتظامات کے باوجود اس تجارت کا سدباب نہیں ہو سکتا، صرف برطانیہ کے گرفتار شدہ غیر قانونی تارکین وطن کے کیمپ SANGATTECAMP میں ۴۲ ہزار سے ۵۰ ہزار بچے اور عورتیں موجود ہیں جن کو ان کے وطن واپس بھیجنا برطانیہ کے لیے مسئلہ بنا ہوا ہے، انھیں واپس بھیجنے میں برطانیہ کو کم از کم ۴۳ سال کا عرصہ درکار ہوگا، برطانیہ ایک جزیرہ ہونے کی وجہ سے نسبتاً محفوظ سرحدیں رکھتا ہے مگر امریکہ، سپین اور اٹلی جیسے ممالک اپنی سرحدوں کی زیادہ حفاظت نہیں کر سکتے۔

منشیات، آتشیں اسلحہ، دونمبر کی تجارت، بردہ فروشی کے علاوہ انسانی اعضاء رئیسہ، آنکھوں کی پتلیوں، گردوں، پھیپھڑوں کی ناجائز تجارت بھی بہت زوروں پر ہے۔ تیزی سے معدوم ہونے والے جنگلی جانوروں، مصوری اور سنگ تراشی کے نایاب نمونوں اور مضر صحت فضلے کی ناجائز تجارت نے بھی بہت زیادہ اہمیت حاصل کر لی ہے۔ ان کاروباروں کی بعض تفصیلات انہی صفحات میں آئندہ بیان کی جائیں گی مگر مختلف ملکوں سے سرمائے کی سمگلنگ اور اسے ''محفوظ جنت'' تک پہنچانے کے کاروبار کی ایک مثال جزیرہ GAYMAN پیش کرتا ہے جہاں کی کل آبادی ۳۶ ہزار نفوس سے زیادہ نہیں مگر اس جزیرے میں دو ہزار دو سو میوچل فنڈز ہیں، ۵۰۰ انشورنس کمپنیاں ہیں، ۶۰ ہزار سے زیادہ تجارتی ادارے ہیں اور ۶۰۰ بینک ہیں جن میں بددیانت معاشروں کی بددیانت کمائی کے ۸۰۰ ارب ڈالرز کا سرمایہ موجود ہے اور یہ جزیرہ ''کالی دولت'' کو دھونے کی سب سے بڑی لانڈری سمجھی جاتی ہے مگر عالمی سرمایہ داری نظام اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا کیوں کہ یہ ''لانڈری'' بنائی ہی اسی مقصد کے لیے گئی ہے۔ [7, 5, 03-J/MB]

ساحل فروری ۲۰۰۶ء